بابر حسین
لیکچرار اردو
الخیر یونیورسٹی بھمبر آزاد کشمیر

ترجمہ نگاری اور انگریزی سے اردو میں ترجمہ کے اصول

The tradition of translation covers numerous variety of languages in the scope of literature .It directs a person to convert, a piece of writing of one language into another keeping in mind the meaning of words and idioms of that language, provided it is expressed in the same way as the anthor intends it to .Among the many principles of translation when it comes to translating English works into Urdu one must be careful not to make the process complicated by using compound sentences.The translation should not distort the actual meaning which the another intends to convey . In this matter linguists have set some rules which help reduce the problem regarding translation of English words in Urdu .In short, the translator must keep in mind that his work does not hinder in keeping the interest of the reader and should be simple enough to understand.

دنیائے ادب کی بیشتر زبانوں میں ترجمہ کی روایت موجود ہے۔ترجمے دنیا کی اکثرو بیشتر زبانوں میں ہوئے ہیں۔جو لکھی اور پڑھی جاتی ہیں۔ترجمہ کے ذریعے ایک زبان کا معیاری ادب دوسری زبان میں ترجمہ ہو کر اُس زبان کے جاننے والوں تک بھی پہنچ جاتا ہے جو پہلی زبان سے واقف نہیں ہوتے۔اردو ادب میں بھی انگریزی ،روسی ،عربی ،فارسی اور سنسکرت وغیرہ سے بہت سے مضامین ، کہانیاں ،منظوم قصے ،ناول اور ڈرامے ترجمہ کی صورت میں آئے اور اس کا حصہ بن گئے۔علاوہ ازیں قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی صورت میں موجود عربی متن کو اردو میں ترجمہ کے ذریعے اس زبان کا حصہ بنایا گیا۔اردو ادب میں نثری تراجم کا آغاز ستر ھویں صدی کے شروع سے ہوتا ہے۔

ترجمہ کے مسائل اور خوبیوں کے حوالہ سے بات کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ترجمہ کیا ہے اس کے علاوہ ترجمہ کی اقسام اور طریقے کیا ہیں اس کے بعد معیاری ترجمہ کی خوبیاں اور ترجمہ میں پیش آنے والی رکاوٹوں، مشکلات اور مسائل پر بات کرنا زیادہ آسان ہو گا۔

ترجمہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ترجمہ کے لغوی معنی ہیں ایک زبان سے دوسری زبان میں بیان کیا ہوا۔جب کہ ترجمہ کے لفظی معنی پار لے جانا کے ہیں۔ترجمے کی تعریف یوں کی گئی ہے:

”ہمارے نزدیک ترجمے کی تعریف یہ ہے کہ کسی مصنف کے خیالات کو لیا جائے اُن کو اپنی زبان کا

لباس پہنا یا جائے ان کو اپنے الفاظ و محاورات کے سانچے میں ڈھالا جائے اور اپنی قوم کے سامنے اس انداز سے پیش کیا جائے کہ ترجمے اور تالیف میں کچھ فرق معلوم نہ ہو "[۱]

ترجمہ کیاہے ،اس کی حقیقت تک پہنچنے اور ترجمہ کا اصل مفہوم جاننے کے لیے ترجمہ کی ایک اور تعریف دیکھتے ہے۔

"ٹرانسلیشن کا لفظ مغرب کی جدید زبانوں میں لاطینی سے آیاہے اور اس کے لغوی معنی ہیں پار لے جانا۔اس سے قطع نظر کہ کوئی خاص مترجم کسی کو پار اُتارتا بھی ہے کہ نہیں۔یہ مفہوم نقل مکانی سے لے کر نقل معانی تک پھیلا ہوا ہے۔اس طرح اردو اور فارسی میں ترجمے کا لفظ جس کا اشتقاقی رابطہ ترجمان اور مترجم دونوں سے ہے۔عربی زبان سے آیاہے اہل لغت اس کے کم ازکم چار معانی درج کرتے ہیں ایک سے دوسری زبان میں نقل کلام ،تغیر و تعبیر ،دیباچہ اور کسی شخص کا بیان احوال یا تذکرہ شخصی ہے "[۲]

ترجمہ کسی مصنف کے خیالات کو ایک زبان سے دوسری زبان میں یوں نقل کرنا ہے کہ اُس مفہوم کو متاثر نہ کیا جائے اور بات قاری کی سمجھ میں آجائے۔دوسرے لفظوں میں اس انداز سے بیان کیا جائے کی مصنف کے خیالات ہو بہو بیان ہوں۔

ترجمے کا اصل مقصد ہی خیال و مفہوم کی صحیح ادائیگی ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے زبان و بیان کا پورا علم ہونا از حد ضروری ہیں۔ترجمے کے ذریعے نہ صرف الفاظ اور زبان کی نشو ونما میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ علوم و فنون میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور دوسری زبانوں کے ذخیرہ الفاظ سے آشنائی ہوتی ہے۔ایک اچھا اور معیاری ترجمہ ہمیشہ تخلیقی ہوتا ہے اور اُن لوگوں کے لیے کیا جاتا ہے جو اس زبان سے نا آشنا ہوتے ہیں اور یہ ضروری عمل ہے کہ ترجمہ اُن کی زبان و بیاں اور اسلوب کے مطابق ہو۔ترجمے کے لیے ضروری ہے کہ دو اجسام کو ایک روح دی جائے اور دونوں قالبوں میں ایک روح کی جھلک نظر آئے یعنی اصل متن اور ترجمے سے ایک ہی تاثر نظر آئے۔ عام طور پر مترجم کے سامنے جس قسم کا متن ہو گا وہ اسی قسم کا ترجمہ کرے گا یہ نہیں کہ کسی ناول کا ترجمہ شاعری کی صورت میں کیا جائے یا کسی خبر کا ترجمہ افسانوی انداز میں کیا جائے۔جس طرح کا متن ہو گا ترجمہ بھی اُسی طرح کا ہو گا عام طورپر متن کی درج ذیل اقسام کا ترجمہ ہوتا ہے

ا۔علمی
۲۔ادبی
۳۔صحافتی

تمام سائنسی علوم و فنون جس میں تاریخ،جغرافیہ ،ریاضی ،معاشیات ،قانون ، طبعیات ،حیاتیات اور میکانیات شامل ہیں علمی ترجمہ کی ذیل میں آتی ہیں۔علمی ترجمہ عام طور پر لفظی ترجمہ ہی ہوتا ہے۔اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ کسی لفظ یا اصطلاح کا جو ترجمہ ایک جگہ کیا جائے وہ ان معنوں میں ہر جگہ استعمال ہوناکہ ترجمے میں یکسانیت برقرار رہے۔علمی متن کا ترجمہ کرتے ہوئے اصطلاحات کو خاص طور پر مد نظر رکھا جائے اور خاص منصوبہ بندی کے تحت اس کا

ترجمہ کیا جائے۔ابھی تک اصطلاحات کے حوالے سے کا فی مشکلا ت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جبکہ کچھ اداروں نے اصطلاحات کے حوالے سے اصول واضح کیے ہوئے ہیں جو ترجمہ نگاری کے لیے کافی معاون ثابت ہوتے ہیں۔

ادبی ترجمے میں ادبی محرکا ت کا خا ص خیا ل رکھنا چا ہیے کیو نکہ ان سب تراجم میں سب سے مشکل کام ادبی ترجمہ ہے کیونکہ تخلیقی ادب ایک وجدانی عمل ہے اور اس کا ترجمہ غیر وجدانی نہیں ہو سکتا ادب با لخصوص شاعری دوسرے مو ضوعات سے زیا دہ انسانی جذبات کی مر ہون منت ہے۔اور جذبا ت کا ترجمہ میکا نکی عمل سے تکمیل نہیں پاتا۔اس میں شک نہیں کہ ا دبی ترجمہ ایک مشکل ترجمہ ہے کیونکہ اس میں مصنف کی فکر اور اسلوب بیا ن کو مد نظر رکھا جا تا ہے۔ادبی ترجمے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ با محا ورہ ہو اور روزمرہ ، ضرب الامثال ،تشبیہا ت و استعارات سے کام لیا جا ئے۔اس سے ترجمے میں ادبی جھلک نظر آئے تا کہ وہ طبع زاد معلوم ہو۔اس حوالے سے ہاشمی فرید آبادی کہتے ہیں۔"انگریزی سے سلیس اردو میں ترجمہ کرنے کا ایک یہ گر مترجم کو سیکھا لازم ہے کہ جو جس اور جن سے فقرے کو پیچیدہ نہ بنا یا جا ئے۔ان کی انگریزی میں بڑی کثرت ہوتی ہے۔ہما ری زبان میں ربط و ضبط کی دوسری تد بیریں کام میں لا ئی جا تی ہیں۔ بیان کے متن و شگفتہ اور متعدد پیرائے اردو میںمو جود ہیں۔سوائے فنی اصطلاحات کے بلیغ اور پر معنی الفاظ کا ذخیرہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔البتہ انہیں برتنے کے لیے مترجم کی علمی استعداد بلند اور اپنے معیاری ادب سے خوب وا قفیت ہونی چاہیے"(۳)

ادبی ترجمے کرتے وقت ترجمہ نگار اس بات کو پیش نظر رکھے کہ متن کی اصل حیثیت مسخ نہ ہو اور ترجمہ بھی با محا ورہ اوراسلوب کے ساتھ ہو۔مرزا حا مد بیگ کہتے ہیں۔"اردو زبان کی وسعت اور گہرائی و گیرائی میں اخذوترجمے کا خا صا اہم کردار رہاہے۔مثلاًیہ کہ ادبی تراجم نے نئے اسالیب بیان کو جنم دیا،نئے طرزاحساس کو ابھا را پیرائیہ بیا ن میں صلا نت اور استدلال پیدا کیا اور پیرائیہ اظہار کے نئے نئے سانچے فراہم کیے۔نیز یہ کہ نئی نئی اصناف سے آشنا ہی نہیں کیا بلکہ ان اصناف کو فنی وقار بھی بخشا.....اردو ادب میں تذکرے کی جگہ تنقید ،داستان اور تمثیل کی جگہ نا ول ،رہس اور نو ٹنکی کی جگہ ڈرامہ اور کہا نی کی جگہ افسانے جیسی جدیداصناف نے لے لی اور ادبیا ت عالم کے ساتھ قدم بہ قدم چلنے کا خواب ہم نے پہلی بار دیکھا ۔یہ محض ہیئت ہی کے سطح پر تبدیلیاں نہ تھیں بلکہ مضمون کے ساتھ ادبی رویے کی تبدیلی بھی تھیں اور قدامت پسندی کی زنجیروں سے آزاد ہو کر نئے زمانے میں سانس لینے کا جتن بھی"(۴)

صحا فتی ترجمہ سے مراد وہ ترجمہ ہے جو کسی خبر ،کالم یا فیچر وغیرہ کی صورت میں ایک زبان سے دوسری زبان والوں تک پہنچایاجا ئے۔ہر آنے والے دن کے ساتھ اس قسم کے ترجمہ کی ضرورت اور اہمیت میں اضا فہ ہوتا جا رہا ہے کیو نکہ دنیا اب ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے۔ میڈیا دنیا کے کونے کونے سے آنے والی خبروں کو سب سے پہلے پہنچانے کے لیے سر گرم ہے۔ صحا فتی ترجمہ کو کھلا ترجمہ بھی کہتے ہیں اور یہ مفہوم کے ترجمے میں آتا ہے۔ آزاد ترجمہ اس حوالے سے نہا یت منفرد ہو تا ہے کہ مترجم کو زبان و بیا ن کے حوالے سے پوری آزادی حا صل ہوتی ہیں۔ ایسا ترجمہ آسان ہوتا ہے جس میں بنیادی خیا ل کو پیش کیا جا تا ہے۔ قاری کو بھی اصل متن کی بجا ئے اس کے معنی و مفہوم سے دلچسپی ہوتی ہے۔ڈاکٹر مسکین حجازی کہتے ہیں :

"مفہوم کا ترجمہ کرنا سب سے آسان ہے ایسے ترجموں میں کسی پا بندی کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ مترجم کے لیے یہ آسانی ہوتی ہے کہ اصل مفہوم کو سمجھ کر اپنی زبان میں اپنے طور پر بیان کر دے ،جس فن پارے کا ترجمہ کرنا مقصود ہو اگر وہ طویل اور پیچیدہ جملوں پر مشتمل ہو تو لا زمی نہیں کہ اس کا ترجمہ بھی اس طرح طویل اور پیچیدہ جملوں میں کیا جا ئے۔ بہتر ہے کہ اصل مفہوم کو چھوٹے چھوٹے سادہ جملوں میں ادا کیا جا ئے "(۵)

"اخباری ترجموں میں سب سے مقدم مصلحت یہ ہے کہ مطلب با لکل وا ضح اور عبارت قطعی طور پر سلیس ہو جائے تا کہ عام پڑھنے والوں کو کوئی الجھن نہ ہو۔اس کے لیے اپنی زبان کا محاورہ سب سے بہتر رہنما اور معاون ہے.....اگر اخباری مترجم سادگی ،سلاست،اور محا ورہ اردو کو مد نظر رکھ کر ترجمہ کریں تو خود بھی آرام سے رہیں اور پڑھنے والوں کے ذہن بھی نہ الجھیں"(۶)

معیاری ترجمے کے لیے کچھ ضروری امور ہیں جو کہ اردو زبان کے مترجم کے لیے از حد ضروری ہیں۔ خاص طور پر اُسے اردو زبان کی ہیئت ترکیبی کا علم ہونا چا ہیے۔ ترجمہ نگار کے ضروری ہے کہ وہ اس بات سے واقفیت ہو کہ اردو ایک لشکری زبان اور اس کا خمیر بہت سی زبانوں سے مل کر اٹھا ہے۔بعض محققین یہ کہتے ہیں کہ یہ فارسی کا دودھ پی کر جوان ہوئی ہے تو کچھ اس کا تولد دکن سے جوڑتے ہیں۔بعض نے اس کی ابتدا سندھ کی سر زمین کو کہا ہے تو کچھ اسے پنجا ب کی زمین قرار دیتے ہیں۔اس حوالے سے مترجم کے ذہن میں یہ پختہ نظریہ ہو جس پر وہ کا ر بند رہے اردو زبان کی ہیئت کے حوالے سے انشاء کہتے ہیں :

" ہر لفظ جو اردو میں مشہور ہو گیا عربی ہو یا فارسی ،ترکی ہو یا سریانی ،پنجابی ہو یا پوربی از روئے اصل غلط ہو یا صحیح وہ لفظ اردو کا ہے۔ اگر اصل کے موافق مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے۔اس کی صحت و غلطی اردو کے استعمال پر مو قوف ہے۔ کیوں کہ جو کچھ خلاف اردو ہے گو اصل میں وہ ہو۔غلط ہے اور جو کچھ موافق اردو ہو صحیح ہے گو اصل میں صحت نہ رکھتا ہو اس اصول کو قائم کرنے کے بعد بہت سے عربی الفاظ کو جو اردو میں کچھ سے کچھ ہو گئے "(۷)

مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم از کم دو زبانوں سے واقفیت رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ادبی دوق ، ادبی فہم ،لسانی ا ور ثقافتی علوم سے واقفیت بھی رکھتا ہو۔ مصنف سے زیا دہ مترجم پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ متن کی اصل کو ترجمے تک اصل حالت میں منتقل کرے۔ مترجم جب ترجمہ کر رہا ہوتا ہے تو اُس کے لیے از حد ضروری ہے کہ وہ قا رئین کو مد نظر رکھے کہ وہ کن کے لیے ترجمہ کر رہا ہے۔اُس میں اپنی ذاتی رائے کو ہر گز شامل نہ کرے ورنہ وہ مترجم سے ایک تخلیق کا ر کی صف میں کھڑا ہو جا ئے گا۔جو تا ثر متن میں مو جود ہے وہی تا ثر ترجمے میں بھی عیا ں ہونا چا ہیے۔

ہر فن کے کچھ اصول و ضوابط اور تقاضے ہوتے ہیں کچھ شرائط و قیود ہوتی ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔کیونکہ فن کا ر اپنے فن پارے کی تخلیق اپنے خون جگر سے کرتا ہے۔مو زوں اور صحیح الفاظ کی تلاش کرکے وہ انہیں اس

طرح استعمال کرتا ہے کہ موزونیت ، ہیئت ،اسلوب اور پیرائیہ بیان میں ڈھل کر ایک بہترین عبارت سامنے آتی ہے۔ہر لفظ کسی مخصوص مفہوم کو ادا کرنے میں استعمال ہوتا ہے اور اس سے صرف وہی مفہوم لیا جائے اور کوئی نہیں کیونکہ الفاظ و معنی کسی بھی عبارت کو لطیف بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔سیدعابد علی کہتے ہیں۔"علم معانی ابلاغ و اظہار کے موزوں‌ترین وسائل سے بحث کرتا ہے۔مترادف الفاظ کے اختلاف دکھاتا۔ الفاظ کی تقدیم و تاخیر سے جملے کی وہ مخصوص ترتیب پیدا کرنا چاہتا ہے جو ابلاغ کامل اور اظہار تام کو لازم ہے معانی کے اظہار کے لیے مناسب ترین الفاظ،کلمات اور مرکبات کا جویا ہے (۸)"

مترجم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ انگریزی الفاظ کے متبادل کے طور پر کن الفاظ کا انتخاب کرتا ہے۔

love۔پیار،عزیز جاننا،محبت،چاہت،پیار کرنا ،محبت کرنا ،پریت ،عاشقی،الفت۔ likeپسند کرنا، دلپسند ہونا، خواہش کرنا، موافق۔ paperکاغذ، قرطاس، جریدہ،کاغذلگانا، کاغذسے آراستہ کرنا۔ courtحکام عدالت، آنگن، اقامت، خانہ کا صحن،درباری لوگ۔ Doctorطبیب،عالم، فاضل،مریض کا علاج کرنے والا،ڈاکٹر کی ڈگری، ڈاکٹر۔ Fileریتی، عیار،مکار، فطری، رگڑنا، کاغذات ترتیب سے رکھنا، فائل۔ fireآگ، آتش، سوزش، نار،چنگاری،شعلہ،غصہ کرنا،گولی چلانا۔ Admission اعتراف،داخلہ،گزر، رسائی،شمولیت۔ Entry داخلہ، اندراج،بازیابی،قبضہ،دخل۔ہر الفاظ کے متعدد معنی ہوتے ہیں یہ مترجم پر منحصر ہیں کہ وہ کن الفاظ کا چنائو کرتا ہے جو قاری کی سمجھ بوجھ کے مطابق ہو۔مترادفات کے حوالے سے بھی معروف نقاد سیدعابد علی عابد یوں رقم طراز ہیں۔’’لغت کا ذخیرہ الفاظ بہت محدود ہے اور ذہن انسانی کی پرواز بے کراں۔اس لیے لغت تو یہ کر سکتی ہے کہ ایک کلمے کے کئی سلسلہ معانی متعین کر دے ،لیکن یہ نہیں کر سکتی کہ ایک ہی معانی کے لیے دو لفظ مہیاکر دے جہاں ایسا اشتباہ ہو گا وہاں الفاظ مترادف ہوں گئے مرادف نہیں۔مراد یہ کہ معانی میں قریب تر تو ہوں گے لیکن کوئی دلالت ضرور مختلف ہوگی‘‘(۹)اصلاح کی اہمیت بلا شبہ بہت زیادہ ہے کیونکہ مفہوم کی ادائیگی کے لیے جہاں لمبے فقروں کا استعمال کرنا پڑتا ہے اصلاح کی صورت میں ایک چھوٹے سے لفظ کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔اصلاح کی صورت میں ایک چھوٹے سے لفظ کو استعمال کر کے واضح ادا کیا جا سکتا ہے۔اصطلاح ایک ایسا اشارہ ہے جو کہنے والے کے وقت کو بچاتا ہے اور پڑھنے والے کی طبیعت کو بوجھل نہیں ہونے دیتا اور خیالات کے مجموعے کو فوراًذہن کی طرف منتقل کر دیتا ہے مولانا محمد حسین آزاد اس حوالہ سے رقم طراز ہیں۔

’’ عرب کے اہل تحقیق نے کہا ہے کہ لغت وہ ہے جس پر جمہور کا اتفاق ہو اصطلاح وہ ہے جس پر خاص گروہ کا اتفاق ہو۔البتہ کوئی علمی مصنف یا صاحب ایجاز کر سکتا ہے۔لیکن ان کے قیام عمر کے لیے اسے بھی جمہور کا حسن قبول حاصل کرنا پڑے گا‘‘(۱۰)

ماہرین لسانیات نے ترجمہ نگاری کے فن میں حائل رکاوٹوں اور مشکلات کو دور کرنے کے لیے ترجمہ کے اصول ترتیب دیے ہیں جن پر عمل کرنے سے ترجمہ نگار کی بہت سی مشکلات کم ہو جاتی ہیں اور اس کی اس کاوش کے ادبی اور علمی حلقوں میں مقبولیت کے امکانات بھی زیادہ ہو جاتے ہیں۔

مترجم کے لیے ضروری ہے کہ اصل متن اور موضوع جس عہد سے تعلق رکھتا ہے اُسی عہد کی زندگی ، تہذیب و معاشرت ، زبان کے بارے میں تمام ضروری تفصیلات سے آگاہ ہو۔

متروک الفاظ سے پرہیز کیا جائے۔اور ایسا اسلوب اپناناچاہیے جو قابل فہم ہو جس میں انفرادیت نظر آئے تاکہ اصل متن کا ساتھ نبھا سکے۔

مترجم کو اپنی طرف سے اضافے اور حذف کرنے کی اجازت نہیں بلکہ غیر جانبداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور یہاں تک کہ متن کی ترتیب کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور متن کی باریکیوں ،نفاستوں اور تہہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ سکے۔انگریزی کے بڑے بڑے جملوں کو ترجمہ کرتے وقت چھوٹے چھوٹے فقرات میں تبدیل کرنا چاہیے۔

ترجمہ کرتے وقت اچھی اور معیاری لغات کا استعمال کرنا ازحد ضروری ہیں۔تاکہ الفاظ کے اصطلاحی ، لغوی مفاہیم کا علم ہو سکے کون سا لفظ کن کن مواقعوں پر کیسے کیسے برتا گیا اور کس دور میں کیا مفاہیم تھے۔مختلف اوقات میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوتی رہی۔

ہر انگریزی لفظ کے لیے اردو میں ایک ہی لفظ استعمال کیا جائے۔بعض ایسے الفاظ بھی ترجمہ نگار استعمال کرتا ہے جن کے متعدد اور مختلف معانی ہو سکتے ہیں اردو میں ایسے الفاظ اور ان کے ترجمے کا خیال رکھنا چاہیے۔ مثلاً انگریزی کا ایک لفظ" سیل"جس کے مختلف مفہوم ہو سکتے ہیں اگر سائنس یا طب کے لحاظ سے دیکھیں تو اس کا مطلب خلیہ ہے ، سائنسی سطح پر بیٹری میں مستعمل ایک آلے کو سیل کہا جاتا ہے ، جبکہ جیل کو بھی سیل کہتے ہیں۔

انگریزی کا لفظ لیبر کو عام طور پر اجرت کہتے ہے جبکہ طب میں لیبر کے لیے دردِ زہ کہتے ہیں۔

کینال انگریزی کا ایک لفظ ہے جیسے عام الفاظ میں نہر کہتے ہیں جب کہ دوسری طرف زمین کے ایک خاص رقبے کو بھی کینال کہتے ہیں۔

لائٹ اردو میں جس کے لیے روشنی کا لفظ مستعمل ہے جب کہ دوسری جانب کم وزن یا ہلکی چیز کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

نیل ناخن کو بھی کہتے ہے اور دوسری جانب کیل یا میخ کو کہتے ہیں۔

جیم کے لیے اردو میں جیم کا لفظ ہی استعمال ہوتا ہے جو صبح کے وقت ناشتے میں مشروب استعمال ہوتا ہے۔جبکہ دوسری جانب جب دیر تک ٹریفک رکی رہے تب بھی جیم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

مائین کو اردو میں میرا کو کہتے ہیں اور دوسری جانب کان کو کہتے ہیں۔

سکوایش/ سکوائش ایک کھیل ہے جو دو افراد کے درمیان بڑے سے کمرے میں کھیلا جاتا ہے۔اور ایک سخت خول والی سبزی کو بھی کہتے ہیں۔

کرنٹ کو حالیہ بھی کہتے ہے اور پانی ،گیس اور بجلی کے بہائو کو کرنٹ کہا جاتا ہیں۔

میچ کھیل کو بھی کہتے ہیں اور دو افراد کے درمیان رشتے کو بھی کہتے ہیں۔

بھا رک کتے کے بھو نکنے کو بھی کہتے ہے اور دوسری طرف درخت کی چھا ل کو بھی کہتے ہیں۔

فیئر ٹھیک یا درست ہونے کو بھی کہتے ہیں جبکہ صاف کے لیے فیئر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

را کٹ سپو رٹس میں کھیل کا ساما ن کہلا تا ہے اور حد سے زیا دہ چبھنے والے شور کو بھی را کٹ کہتے ہے۔

سیزن موسم کو کہتے ہیں اور کسی خوراک میں مصا لحو ں کا ذائقہ شامل کرنے کیے سیزن استعما ل ہو تا ہے۔

نا ول فکشن بک کو کہتے ہے اور با لکل جدید کو بھی کہتے ہیں

ہیڈ جیسے عام طور پر ایک جسم کے حصہ کے طور پر جا نتے ہیں جبکہ آگنا ئزیشن کے حوالے سے دیکھا جا ئے تو سر براہ کو کہتے ہیں۔

مترجم کو چا ہیے جب وہ انگریزی الفاظ کا اردو میں ترجمہ کرے تو اس با ت کا خا ص خیا ل رکھے کہ ایسے الفا ظ کا انتخاب کرے جس سے مشتقات و ضع ہو سکیں۔

کسی بھی علمی کتاب کا ترجمہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ا س کتا ب کاپہلے مطالعہ کیا جا ئے اور مو جود اصطلاحات کی نشاندہی کر لی جائے۔اس فہرست بنا نے کے بعد اس کی لیے مو زوں ترجے مخصوص کرے اور کتاب کے آخر میں اس فہرست کو الف با ئی کی ترتیب سے درج کیا جا ئے۔

اردو زبان میں بہت سارے انگریزی الفاظ کے متبادل الفاظ موجود ہیں ان کے لیے نئے الفاظ رکھنا ٹھیک نہیں ہے مروج الفاظ کو استعما ل کرنا درست ہو گا۔جیسے " ٹیلی وژن " کے لیے ٹیلی ویژن کا لفظ پہلے سے مو جود ہے۔اگر اس کے لیے عکس بین کا لفظ استعمال کریں گئے تو وہ غلط ہو جا ئے گا۔اور ٹیلی فون کے لیے آلہ گفتگو غلط ہو گا اور جس سے قاری کو سمجھنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔فنی اصطلا ح کا ترجمہ کرتے وقت اس بات کا خصوصی خیا ل رکھنا چا ہیے کی اصطلاح کا مقصد اختصار ہوتا ہے اور بے جا طوالت سے بچانا ہوتا ہے۔جب انگریزی فنی اصطلا ح کا ترجمہ کیا جا ئے تو وہ لفظ اردو میں بھی اصطلا ح کا درجہ رکھتا ہونہ کی وہ لفظ کی تشریح ہوکیو نکہ اس سے قاری کے وقت کی بچت ہوتی ہے اور عبارت کا مفہوم مبہم نہیں ہوتا۔جیسے بلڈ پر یشر کے لیے فشار خون کی اصطلاح استعمال کرنا صحیح نہیں ہو گا۔

اردو ایک لشکری زبان ہے اس میں اتنی لچک موجود ہے کہ وہ دیگر زبا نوں کے الفاظ کو اپنے اندر جذب کرسکتی ہے ۔انگریزی زبان کے بہت سارے ایسے الفاظ موجود ہیں جو اب اردو ادب کا حصہ بن چکے ہے ان کو جو ں کا توں استعمال کیا جا ئے جیسے موبا ئل ، ٹیلی فون ، بل ، ڈاک ، ٹکٹ،لوڈ،شرٹ، ائیرپورٹ ، و غیرہ۔ان الفاظ کا متبا دل استعما ل مناسب نہ ہو گا ۔ انگریزی کے کا فی الفاظ ایسے ہے جن کا اردو میں استعما ل منا سب معلوم ہو تا ہے۔ان کے درست تلفظ کے ساتھ لکھنے سے اجتنا ب کیا جا ئے یا بعض الفاظ کو معمولی تبدیلی کے ساتھ اپنا لیا ہے جیسے سکول کو اسکول۔جیسمین کو یا سمین ،ہا سٹل کو ہوسٹل اورہا سپٹل کو ہو سپٹل وغیرہ۔بعض الفاظ ایسے ہے جو انگریزی اور اردو اصطلاح دونوں یکساں اردو میں رائج ہے۔ان میں دونوں کو استعمال کرنے میں کو ئی حرج نہیں۔جیسے کمیٹی ، مجلس۔

متروک الفا ظ سے پر ہیز کیا جا ئے اور ہندی اضا فت سے بچا جا ئے۔ترجمہ کرتے وقت مو ضوع پر دستیاب دیگر

کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

مقامی زبانوں کے ایسے الفاظ جن کو مقبول عام کا درجہ مل چکا ہو ان کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ہو سکتا ہے نئی اصطلاح مصنوعی معلوم ہو۔ایڈ منسٹریشن کا ترجمہ انتظامیہ ہے جبکہ اسے تنظیم،انتظامیہ،منتظم سے مشتق کر سکتے ہے۔جیسے انگریزی لفظ Brussels، برسلز، بروسیل۔ مغرب میں کزن بہت سارے رشتے کے لیے استعمال ہوتا ہے مگر ہمارے یہاں رشتوں کے الگ الگ نام ہیں۔

انگریزی میںAs sooner the better (جتنا جلدی اتنا اچھا)جبکہ اردو میں (جلدی کام شیطان کا) بعض الفاظ اتنے عام ہو چکے ہیں کہ اب ان کی جگہ نئے الفاظ کی ضرورت نہیں جیسے کمپیوٹر ، کیمرہ، روبوٹ، ٹریکٹر۔ مغربی کھانے جن کا ترجمہ کرنا قدر مشکل ہو گا جیسے برگر ، پیزا،سینڈوچ،جیم،نوڈلز۔

بعض انگریزی کے ایسے الفاظ بھی موجود ہوتے ہیں جن کو مختصر لکھا جاتا ہے جیسے انگریزی میں GovernmentکوGovt ، EducationکوEdu ،DistrictکوDistt اورDepartment کو Deptt لکھنا اردو میں ان کو مختصر نہیں بلکہ پورا لکھنا چاہیے تاکہ قاری کے لیے سہولت رہے۔علاوہ ازیں مترجم کے لیے ضروری ہیں کہ وہ ترجمہ سادہ اور عام فہم میں تحریر کرے تاکہ اس میں روانی اور چاشنی کا فقدان نہ رہے۔

حوالہ جات

۱۔ احمد فخری ،اردو تراجم (مضمون)مشمولہ سہ ماہی اردو ،انجمن ترقی اردو دکن ،اورنگ آباد ،۱۹۲۹ء ،ص ۵۹۴

۲۔ مظفر علی سید ،فن ترجمہ کے اصولی مباحث(مضمون)مشمولہ اردو زبان میں ترجمے کے مسائل (مرتبہ اعجاز راہی)مقتدرہ قومی زبان ،اسلام آباد ۱۹۸۶ء

۳۔ مسکین حجازی،ڈاکٹر،فن ارادت ،مرکزی اردو بورڈ،لاہور،س ن،۲۹۶

۴۔ مرزا حامد بیگ ،ڈاکٹر،اردو زبان میں ادبی تراجم کا جائزہ ،مشمولہ روداد سیمینار اردوزبان میں ترجمے کے مسائل ،مرتبہ،اعجاز راہی ،مقتدرہ قومی زبان ،اسلام آباد،۱۹۸۶ئ،ص۸۰

۵۔ مسکین حجازی۔ڈاکٹر،ایضاً

۶۔ مرزا حامد بیگ ،ڈاکٹر،مغرب سے نثری تراجم ،مقتدرہ قومی زبان ،اسلام آباد،۱۹۸۸ئ،ص۴۵

۷۔ مولوی عبدالحق ،مقدمہ مشمولہ ،دریائے لطافت(انشاء اللہ خان انشائ)انجمن ترقی اردو ،اورنگ آباد ، ۱۹۳۵ئ،ص۲

۸۔ عابد علی عابد ،سید ،اصول انتقاد ادبیات ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۰۶ئ،ص۱۹۱

۹۔ عابد علی عابد ،سید ،اسلوب ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ،۲۰۰۱ء ص ۱۹۶

۱۰۔ محمد حسین آزاد،مولوی،سخندانِ فارس ، مجلس ترقی ادب۔لاہور۔س ن ،ص ۱۳